

نوافل کی جماعت - مکروہ

ترتیب و تحقیق: مولانا محمد شہزاد مجددی

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ
الْكَرِيمِ الَّذِي أَعْلَمَ الْخَلْقَ وَيَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ ذَوِي الْجُودِ
وَالْكَرَمِ - اَمَّا بَعْدُ !

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر آیت: ۷)

جو کچھ یہ رسول ﷺ تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کر دیں اسے چھوڑ دو۔

ایک مسلمان، کیلئے عبادات و احکام اور مسائل و معاملات میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے
اصحاب کرامؓ کے اقوال و اعمال ہی بہترین نمونہ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل بطور عبادت پسند ہے جو
اس کے محبوب کریم ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق اور تابع ہو اور ایسا عمل ہی قبولیت کے لائق ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (البقرة: ۳۱)

(اے محبوب) کہہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ

(بھی) تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی طرح قرآن حکیم میں اعمال کو ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی عبادات اور نیک
اعمال کو ناپسندیدہ اور ممنوع طریقے سے ادا کر کے انہیں برباد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور
حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور تابع رہتے ہوئے امور بندگی کو بجالانا چاہیے۔
رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَحَدَّثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ مشکوٰۃ، ص: ۲۷)

جس نے ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو وہ چیز مردود ہے۔

عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے، حضور ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر اپنی من مانی اختیار کرنا ہی وہ ناپسندیدہ عمل ہے جسے ”بدعت“ کہتے ہیں۔

آج کل اکثر مساجد میں نفل نمازوں کا باجماعت اہتمام پورے زور و شور سے کیا جاتا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شب معراج، شب برأت اور لیلة القدر جیسی خاص راتوں میں ”صلوۃ التسبیح“ جیسی اہم انفرادی نماز کو اعلانات و اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو بلا بلا کر باجماعت ادا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فقہاء کرام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لیے اعلان و اشتہار بازی کو ”مکروہ تحریمی“ قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت و اعلان کے دو یا تین شخص امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے کبھی تعلیم کے لیے اور کبھی تہذیب کا ایسی نماز نفل کسی صحابی کے گھر میں ادا فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان جَدَّتْهُ مُلْكِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَطْعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قَوْمُوا! فَاصْلُوا لَكُمْ، قَالَ انس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَقَمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طَوْلٍ مَالِيسٍ فَنَضَخْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَأَاهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ --- انصرف --- (صحیح مسلم: الجلد الاول، ص: ۲۳۴)

ان کی دادی حضرت ملکیہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی کھانا پکا کر دعوت کی، کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا: چلو میں تم کو نماز پڑھاؤں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ایک چٹائی لے کر آیا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں اور (ایک) یتیم آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور بڑھیا (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ہمارے پیچھے تھی رسول اللہ ﷺ ہم کو دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس یتیم لڑکے کا نام ضمیر بن سعد الحمیری تھا اور بڑھیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم تھیں۔

صحیح بخاری و مسلم کی دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض اوقات فرض نماز کی جماعت بھی گھر میں کروائی ہے۔

اسی طرح تنہایا باجماعت (دو یا تین مقتدیوں کے ساتھ) نوافل بھی آپ ﷺ نے گھر ہی میں ادا فرمائے ہیں۔

حدیث پاک میں نوافل اور سنتیں گھر میں ادا کرنے کا حکم آیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، عن النبی ﷺ، قال: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَاقِبُورًا - (صحیح مسلم، جلد: ۱، ص: ۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

سنن مؤکدہ، غیر مؤکدہ اور نوافل گھر میں پڑھنا سنت بھی ہے اور باعث اجر و ثواب بھی، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فصلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ - (صحیح بخاری جلد: ۱، ص: ۱۰۱، مطبع کراچی)

اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بے شک آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرے، سوائے فرائض کے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عن زید بن ثابت قال: قال رسول اللہ ﷺ: صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ - (رواہ ابوداؤد و الترمذی مشکوٰۃ، ص: ۱۱۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندے کے لئے (نفل) نماز اپنے گھر میں ادا کرنا میری اس مسجد میں ادا کرنے سے بھی افضل ہے، سوائے فرائض کے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

نوافل کو تنہائی اور پوشیدگی میں ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت بتانے کے لیے حضور علیہ السلام نے بطور مبالغہ یوں ارشاد فرمایا ہے، اور آنحضرت ﷺ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دیگر مساجد میں ادا کی جائیں علاوہ مسجد الحرام کے، اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نوافل کی مشروعیت چونکہ قرب الہی کے حصول اور اظہار اخلاص و للہیت کے لیے ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ ان میں نمائش کا پہلو نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ادا کیے جائیں اور فرائض کی

بنیاد فروغ دین اور شعائر اسلامی کے اظہار پر ہے لہذا ضروری ہے کہ انہیں علی الاعلان ادا کیا جائے۔

(مشکوٰۃ، ص: ۱۱۵)

یہ ارشاد چونکہ تراویح کی چند شب ادائیگی کے موقع پر فرمایا گیا تھا، اس لیے بعض صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک تراویح کی نماز بھی گھر میں پوشیدہ ادا کرنا افضل ہے۔ البتہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ کے نزدیک فضیلت باجماعت تراویح مسجد میں ادا کرنے میں ہی ہے۔ (اشعة اللمعات - حصہ اول، ص: ۵۴۶)

مسئلہ: ایسے ہی بات بھی لائق توجہ ہے کہ جن لوگوں کی سابقہ فرض نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کا نوافل میں مشغولی ہونا درست نہیں۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ پہلے اپنی کچھلی فرض نمازیں ادا کریں، پھر نفلی نمازیں پڑھیں، کیونکہ فقہاء کرام فرماتے ہیں:

نفل بغیر فرض کے دھوکہ ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود ہے جبکہ فرض کے ترک کا عذاب گردن پر موجود ہے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عزیز فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض ادا نہ کیا جائے اور اوپر اوپر سے بیکار تحفے بھیجے جائیں، تو کیا وہ قابل قبول ہونگے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانیاں سے بے نیاز ہے۔

مزید نقل کرتے ہیں:

جب خلیفہ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں اگر انہیں دن میں کرو تو قبول نہیں ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۴۳۶-۴۳۷)

حضرت شیخ محی المملۃ والدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شکاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور بادشاہ کے غلام کی خدمت گاری میں لگا رہے۔

پھر امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے یہ مثال نقل فرمائی کہ:
ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا، جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے
اسقاط ہو گیا، اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ”فتوح الغیب“ میں نقل کرتے ہیں:

فان اشتغل بالسنان والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين -
یعنی اگر فرائض چھوڑ کر سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو وہ قبول نہیں ہونگے، الاثا وہ خوار کیا جائے گا۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:
جو چیز لازم و ضروری ہے اسے چھوڑ دینا اور غیر ضروری کا اہتمام کرنا عقل و شعور سے دور ہے،
کیونکہ عقلمند شخص کی نظر میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بہ نسبت نفع بخش چیز کے حصول کے زیادہ ضروری ہے
بلکہ حقیقت نفع اسی صورت میں ممکن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص: ۴۳۷)

اسی سلسلہ میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر صدیقی سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
حضرت شیخ خواص کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نوافل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک کہ
فرض ادا نہ کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے:

تمہاری مثال اس بُرے بندے کی ہے جو فرض ادا کرنے سے پہلے ہدیہ پیش کرتا ہے۔

(عوارف المعارف (مترجم) ص: ۴۷۵)

”صلوٰۃ التَّسْبِيح کی فضیلت“

صلوٰۃ التَّسْبِيح ایک نفل عبادت ہے، جس کی فضیلت اور اجر و ثواب کا بیان حدیث شریف میں
ہے: عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ للعباس بن عبدالمطلب،
يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنُحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خَصَالٍ،
إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ وَخَطَاؤَهُ
وَعَمَدَهُ وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرُ خَصَالٍ! أَنْ تَصِلَى أَرْبَعَ
رَكَعَاتٍ، تَقْرَأَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي
أَوَّلِ رَكَعَةٍ، قُلْتَ، وَانْتَ قَائِمٌ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ،
خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرُكِعُ فَتَقُولُ: وَانْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ
فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهَوِّي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا، وَانْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا - ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ

من السجود فتقولها عشراً، فذلك خمسة وسبعون في كل ركعة - تفعل في اربع ركعات - إن استطعت أن تصلّيها في كل يوم مرة فافعل - فان لم تستطع ففي كل جمعة مرة، فان لم تفعل ففي كل شهر مرة - فان لم تفعل ففي عمرك مرة ۵
(سنن ابن ماجہ: ج: ۱، ص: ۴۴۳، رقم: ۱۳۸۷)

(الجامع الترمذی عن ابی رافع ج: ۱، ص: ۱۰۹)

(ابوداؤد، التیہقی، مشکوٰۃ، ص: ۱۱۷)

ترجمہ (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطا نہ کروں، کیا میں آپ کو نہ نوازوں، کیا میں آپ پر نوازشات نہ کروں - کیا میں آپ کو ایسی دس چیزوں سے آگاہ نہ کروں، کہ جب آپ ان کو سرانجام دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے دانستہ نادانستہ، چھوٹے بڑے، خفیہ اور اعلانیہ تمام گناہ معاف فرمادے - وہ دس امور یہ ہیں: کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں - قرأت کے بعد پہلی رکعت کے قیام میں پندرہ بار --- سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ --- پڑھیں - پھر رکوع کریں اور دس بار ایسا ہی پڑھیں - پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی پڑھیں - پھر سجدے میں جھک جائیں اور حالت سجدہ میں ایسے ہی پڑھیں - یوں ایک رکعت میں یہ پچھتر بار پڑھا جائے گا - چاروں رکعتوں میں اسی طرح کریں - اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ایک بار پڑھیں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنی عمر میں ایک بار پڑھو)

الجامع الترمذی میں درج ذیل الفاظ اس روایت میں زائد ہیں -

لو كانت ذنوبك مثل رمل عال ج غفرها الله لك -

اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات جتنے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان گناہوں کو بخش دے گا -

اسی طرح ترمذی میں ”فِي كُلِّ سَنَةٍ“ ہر سال میں ایک مرتبہ کے الفاظ بھی وارد ہیں -

”صَلَاةُ التَّسْبِيحِ كَاطَرِيقَةٍ“

امام ترمذی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک سے ”صَلَاةُ التَّسْبِيحِ“ کی ادائیگی کا درج ذیل

طریقہ روایت کیا ہے:

قال: يكبرتم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك
ولاله غيرك، ثم يقول خمس عشرة مرة-----سبحان الله والحمد لله ولا اله
الا الله والله اكبر ثم يتعوذ ويقرأ بسم الله الرحمن الرحيم وفاتحة الكتاب
وسورة ، ثم يقول عشر مرات-----سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ-----

(ترمذی، ص: ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر پندرہ بار
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے۔ پھر تعوذ اور بسم اللہ الرحمن
الرحیم پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس کے بعد دس بار تسبیح (تیسرا کلمہ)
پڑھے۔ ایسے ہی آخر تک چار رکعتیں مکمل کرے۔

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ سے کہا: اگر نمازی سے اس
نماز میں سہو (غلطی) ہو جائے تو کیا وہ سجدہ سہو میں دس دس بار تسبیح پڑھے؟ قال: لا انما هي ثلاثمائة
تسبيحة! تو انہوں نے فرمایا: نہیں یہ نماز بس تین سو تسبیحات پر مشتمل ہے۔ (ترمذی، ص: ۱۱۰، جلد: ۱)
عظیم حنفی فقیہ امام ابراہیم حلبی (م: ۹۵۶ھ) فرماتے ہیں:

وهذه الصفة التي ذكرها ابن المبارك هي التي ذكرني مختصرا بالبحر وهي
الموافقة لمذهبنا لعدم الاحتياج فيها الى جلسة الاستراحة اذ هي مكروهة عندنا-
ترجمہ حضرت ابن مبارک کا ارشاد فرمودہ طریقہ وہی ہے جو مختصر البحر الرائق میں نقل کیا گیا ہے اور
یہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق ہے کیونکہ اس میں جلسہ استراحت کی حاجت باقی نہیں رہتی جو کہ
ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔ (حلبی کبیر: ص: ۴۳۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور)
ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے:

نمازی کو چاہیے کہ کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کے مطابق عمل کرے اور
کبھی عبداللہ بن مبارکؓ کے فرمان پر عمل کرے۔ اور اس نماز کو زوال کے بعد اور نماز ظہر سے پہلے ادا
کرے اور اس کی رکعتوں میں کبھی بالترتیب سورۃ زلزال، العادیات، سورۃ نصر اور سورۃ الاخلاص پڑھے
اور کبھی سورۃ الحاکم، عصر، کافرون اور اخلاص تلاوت کرے، اور دعاء تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے
پہلے پڑھے پھر سلام پھیر کر اپنی حاجات طلب کرے۔ ہمارے بیان کردہ یہ امور سنت سے ثابت ہیں۔
احیاء العلوم میں ہے: اگر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے، کیونکہ

بعض روایات میں ایسا بھی آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس نماز کو جمعہ کے دن زوال کے بعد ادا کرتے تھے۔
متقدمین اور متاخرین کا اس حدیث کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابن خزیمہ، اور امام حاکم
نے اسے صحیح کہا ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے حسن کہا ہے، امام عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں، یہ حدیث حسن درج کی ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں درج کر کے بُرا کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے مروی ہے، کہ وہ صلوٰۃ التَّسْبِيح کے آخر میں سلام پھیرنے سے
پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی، وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةِ اَهْلِ
التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشِیَّةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ
وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی الْفَاکَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةَ تَحْجِزْنِیْ عَنْ مَعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ
عَمَلًا اسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اَنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰی اَخْلَصَ لَكَ
النَّصِیْحَةَ حَیَاةً مِنْكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِیْ الْاُمُوْر وَحُسْنَ ظَنٍّ بِكَ ، سُبْحَانَ
خَالِقِ النُّوْرِ۔
(مسند فردوس للذیلی: ج ۱ ص ۴۵۳ عز ابن عباس)

(حاشیہ ترمذی: ص: ۱۱۰، اشعۃ اللمعات: ج: ۱، ص: ۵۵۱)

مسئلہ صلوٰۃ التَّسْبِيح دن کے وقت ادا کرنا مسنون اور باعث اجر و ثواب ہے۔ آدھی رات کے وقت
مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کھول کر اعلانیہ اس نماز کو ادا کرنا نوافل کی روح کے منافی ہے اور اگر اس سے کسی
مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سخت ناجائز اور ممنوع ہے۔

ہمارے ہاں مساجد کے لاؤڈ اسپیکرز کا بے جا اور بے محل استعمال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی
ہے۔ رات دیر تک یا اذان فجر سے پہلے تنہا یا اجتماعی صورت میں ذکر بالجبر، نعت خوانی اور لمبی لمبی جہریہ
دعائیں پسند ناپسندیدہ اور مکروہ اعمال ہیں کیونکہ ان امور کا لاؤڈ اسپیکر پر ہونا جہر شہید سے بھی آگے
بڑھ جاتا ہے جبکہ ذکر میں جہر مضطر کو ائمہ و فقہاء نے شریعت کے ناپسندیدہ اعمال میں سے شمار کیا ہے۔
چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”دون الجہر سے مراد یہ ہے کہ جہر مفطر حد سے بڑھے ہوئے سے کم ہو، مطلب یہ ہے کہ
ذکر کو جہر اور سر کے درمیان ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهِمَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا

(سورہ بنی اسرائیل: ۱۱۰)

اور اپنی نماز میں نہ بہت زیادہ جہلاً و اور نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیان میں ایک درہ نکالو

نہایتیہ شرح ہدایہ میں ہے:

ہمارے نزدیک اذکار میں اخفا مستحب ہے مگر وہ ذکر کہ جن سے جہر کا خاص تعلق اور مقصود ہو

جیسے اذان اور تلبیہ (لیک کہنا)

الٰہی صل جہر اگرچہ جائز ہے لیکن جہر مفطر (بے تحاشا بلند آواز) منہی عنہ ہے اور ذکر سری اور

ذکر جہری غیر مفطر سے افضل ہے اور جہر مفطر میں بہت سی خرابیاں ہیں

۱۔ سونے والوں کی نیند خراب ہوتی ہے

۲۔ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل اور سہوکا باعث ہوتا۔

۳۔ خشوع و خضوع باقی نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مفاسد ہیں جن کی حد نہیں ہے۔

(مجموع الفتاویٰ جلد سوم ص ۲۳۷ مترجم)

نوٹ: اس موضوع پر علامہ عبدالحی لکھنوی کا مفصل رسالہ ”سباحہ الہما کرنی الجہر بالذکر“ نہایت

مفید ہے اور اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

مولانا احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:

جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سوتا ہو کہ با آواز پڑھنے سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا

وہاں قرآن مجید و وظیفہ ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے۔ (حتی کہ) مسجد میں جب اکیلا تھا اور با آواز پڑھ

رہا تھا جس وقت کوئی شخص نماز کیلئے آئے فوراً آہستہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم: صفحہ: ۲۱۹)

مسئلہ شبینہ کہ ایک یا چند حافظ کر کرتے ہیں مکروہ ہے، اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم

فرمایا ہے مگر وہ خاص اپنے لیے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل

وہی ہوں جو اسے بوجھ سمجھیں اور شرما شرمی میں شریک ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے:

إِذَا آمَّ أَحَدُكُمْ فَلْيُخَفِّفْ جب تم میں سے کوئی امامت کر دے تو ہلکی نماز پڑھائے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص: ۵۰۳)

نوافل کی جماعت مکروہ ہے

نفل کے معنی اضافی اور زائد کے ہیں، اصطلاح شرع میں فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں، اس لیے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام کے باعث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

صلوٰۃ التیمم اور دیگر تمام نفل عبادات بجائے اعلان و اشتہار کے تنہا، خفیہ اور گھروں میں ادا کی جانی چاہئیں تاکہ ان کے اصل مقصود یعنی قرب الہی کے حصول کی صورت میسر آ سکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہاء عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لیے اعلان و اشتہار بازی کو ”مکروہ تحریمی“ قرار دیا ہے۔ بغیر دعوت و اعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل باجماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آئیے فقہاء کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں:-

(۱) الامام، الحافظ، المجتہد الربانی، محمد بن حسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قلت: وتری فی کسوف القمر صلاة؟ قال: نعم، الصلاة فيه حسنة. قلت: فهل يصلون جماعة كما يصلون فی کسوف الشمس؟ قال: لا. قلت: فهل تکره الصلاة فی التطوع جماعة ما خلا قیام رمضان و صلاة کسوف الشمس؟ قال: نعم. ولا ينبغي ان یصلی فی کسوف الشمس جماعة الا الامام الذی یصلی الجمعة، فاما ان یصلی الناس فی مساجدهم جماعة فانی لا احب ذلك، ویصلوا و احدا.

(میں نے) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھا جائے؟ تو امام نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ تراویح اور کسوف شمس (سورج گرہن) کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہاں۔ اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں۔ اور اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ الگ الگ ادا کریں۔

(باب صلوٰۃ الکسوف، ج: ۱، ص: ۴۳۳، مجلس دائرة المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن۔ البند)

(2) امام اجل، فقیہ بے بدل، شمس الائمہ ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”والاصل فی التطوعات ترك الجماعة فيها ماخلاقيا رمضان لاتفاق الصحابة عليه وكسوف الشمس لورود الاثر به. ألا ترى ان ما يؤدى بالجماعة من الصلوة يؤذن لها ويقام ولايؤذن للتطوعات ولايقام فدل أنها لاتؤدى بالجماعة۔۔۔۔“
(المبسوط: ج: ۲، ص: ۷۶)

ترجمہ: نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے، کیونکہ اس پر صحابہ کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سوج گرہن) کے کیونکہ اس کے بارے میں اقوال صحابہ وارد ہوئے ہیں۔
حضرت شمس الائمہ مزید رقمطراز ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تراویح سنت کے مطابق بیس رکعت ادا کی جائے اور بقیہ رکعات (اگر کوئی اضافی پڑھے) تو چار رکعات دو سلاموں کے ساتھ انفرادی طور پر پڑھے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: تمام رکعات جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ کا قول ہے، اس بناء پر کہ نوافل باجماعت پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے۔
وہو یکرۃ عندنا۔ اور نوافل کی جماعت ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ ہے۔

ولنا: ان الاصل فی النوافل الاخفاء فيجب صيانتها عن الاشهار ما أمكن وفيما قاله الخصم إشهار فلا يعمل به بخلاف الفرائض لان مبناها على الاعلان والأشهار وفي الجماعة اشهار فكان احق۔ يوضح ما قلنا ان الجماعة لو كانت مستحبة في حق النوافل لفعلاً المجتهدون القائمون بالليل، لان كل صلوة جوزت على وجه الانفراد وبالجماعة. كانت الجماعة فيها افضل، ولم ينقل أدائها بالجماعة في عصره ﷺ ولا في زمن الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين ولا في زمن غيرهم من التابعين، فالقول بها مخالف للأمة أجمع وهذا باطل۔

(المبسوط سرخسی: ج: ۲، ص: ۱۴۴) (مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ)

ہمارا موقف یہ ہے کہ نوافل کی بنیاد اخفاء (پوشیدگی) پر ہے لہذا اسے اظہار و اشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے اور وہ جو قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان و اظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کا

پہلو سے اور نوافل اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہماری بات سے واضح ہوا کہ: اگر نوافل کی جماعت مستحب ہوتی تو شب، زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے۔ کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں، اسے جماعت سے ادا کیا جانا افضل ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس نماز کو باجماعت ادا کیا گیا ہو۔ نہ ہی صحابہ کرام علیہم السلام اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا۔ لہذا (نوافل کی جماعت) والا قول اجماع امت کے خلاف ہونے کے باعث باطل ہے۔

(3) امام الاکمل امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ولا یصلی التطوع بجماعة الا فی شهر رمضان وعن شمس الاثمه سرخسی: ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی ، اما لو اقتدی واحدا واثنان بواحد لا یکره۔ واذ اقتدی ثلثة بواحد اختلف فیہ۔ وان اقتدی اربعة بواحد کره اتفاقا۔

الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکره وذكر القدوری لا یکره۔ واصل هذا ان التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی یکره فی الاصل للصدر الشہید رحمۃ اللہ۔ اما اذا صلوا بجماعة بغير اذان واقامة فی ناحية المسجد لا یکره۔ وقال شمس الاثمة الحلواني علیہ الرحمۃ: ان کان سوى الامام ثلاثة لا یکره بالاتفاق وفي الاربع اختلف المشافخ والاصح انه لا یکره

(خلاصۃ الفتاوی: ج ۱، ص ۱۵۳، ۱۵۴)

نماز نفل سوائے رمضان (تراویح) کے باجماعت ادا نہ کی جائے۔ امام سرخسی سے منقول ہے، نوافل کی جماعت اگر اعلان و اشتہار سے ہو تو مکروہ ہے، البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھیں تو مکروہ نہیں، اور اگر تین افراد ایک کی اقتدا کریں تو اس میں اختلاف ہے۔ اور اگر چار افراد ایک (امام) کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر (تداعی) اعلان و اشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔ کتاب الاصل، للصدر الشہید علیہ الرحمۃ میں ہے: البتہ اگر بغیر اذان و اقامت (اعلان و اشتہار) کے مسجد کے ایک کونے میں جماعت سے پڑھیں تو مکروہ نہیں۔ امام شمس الاثمہ حلوانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار

میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

(4) حضرت امام ابو بکر اکا سانی (م ۵۸ھ) حنفی علیہ الرحمۃ فرائض و نوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل نماز سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں باجماعت ادا کرنا جائز نہیں ہیں جبکہ فرض نمازوں میں جماعت ”واجب“ ہے یا سنت مکوہ۔ اس لیے کہ فرمان نبوی ہے:

صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ
فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں مرد کے لیے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔
نیز مروی ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ نماز فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے، پھر آپ مسجد کی طرف نکلتے تھے۔
علاوہ ازیں اس لیے بھی کہ جماعت شعار اسلام میں سے ہے، لہذا وہ فرائض یا واجبات کے ساتھ مخصوص ہوگی، نہ کہ نوافل کے ساتھ، رہا نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا مسنون ہونا تو وہ اس لیے کہ انہیں جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔
(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: جلد اول، ص: ۹۲۵ مترجم)

(5) امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی علیہ الرحمۃ کی شرح کے حاشیہ میں ہے:

ان النفس التراویح سنة اداؤها بجماعة مستحب. قال: فی البدائع: اذا صلوا التراویح ثم ارادوا ان يصلوها ثانياً يصلون فرادی لاجماعة، لان الثانية تطوع مطلق، والتطوع المطلق بجماعة مکروه۔

(حاشیہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ص: ۸۷، طبع مصر)
(تراویح بذات خود سنت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔ صاحب ”بدائع الصنائع“ کہتے ہیں: جب تراویح کی نماز ادا کر چکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں نہ کہ باجماعت، کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافل مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔)

(6) امام عبدالرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان شیخ زادہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(یوتر) ای یصلی الوتر (بجماعة فی رمضان فقط) لان عقاد الاجماع علیہ کما فی الهدایة وفیہ اشارة الی انه لا یوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان لانه نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروه۔

(مجمع الانهر فی شرح ملتقى الابحار: ج: ۱، ص: ۱۳۷)

ترجمہ یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں باجماعت ادا کرے، کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے، جیسا کہ ”ہدایہ“ میں ہے، اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ یہ ایک اعتبار سے نفل ہیں اور نفل کی جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہے۔

(7) علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی مصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

يكره الاقتداء فى صلاة الرغائب وصلاة البراءة وليلة القدر الا اذا قال: نذرت كذا ركعة بهذا الامام بالجماعة، كذا فى البزازیة۔

(الاشباه والنظائر: ص: ۸۶، طبع کراتشی)

ترجمہ رجب، شب برأت اور لیلة القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتداء میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعات پڑھوں گا۔ فتاویٰ بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

(8) علامہ امام حسن بن عمار شرنبلالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وندب احياء ليالى العشر الاخير من رمضان واحياء ليلتى العيدين وليالى عشر ذى الحجة وليلة النصف من شعبان وَيُكْرَهُ الاجتماع على احياء ليلية من هذه الليالى فى المساجد۔

ترجمہ رمضان کی آخری دس، عیدین، ذوالحجہ کی پہلی دس اور شب برأت کی راتوں کو زندہ رکھنا مستحب ہے۔ البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

(نور الايضاح (مترجم) ص: ۱۶۷)

(9) علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی (م ۹۵۶ھ) علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

واعلم ان النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه على ماتقدم ماعد التراويح وصلوة الكسوف والاستسقاء فعلم ان كلا من صلوة الرغائب ليلة اول جمعة من رجب، وصلوة البراءة ليلة النصف من شعبان وصلوة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهة۔

قال حافظ الدين البزازی: ان شرعا فى نفل فافسدها واقتدى احدهما بالآخر فى القضاء لا يجوز لاختلاف السبب، وكذا اقتداء الناذر بالناذر

لايجوز۔ وعن هذا كره الاقتداء في صلاة الرغائب وصلوة البراءة وليلة القدر ولو بعد النذر الا اذا قال: نذرت كذا ركعة بهذا الامام بالجماعة لعدم امكان الخروج عن العهدة الا بالجماعة ولا ينبغي ان يتكلف لالتزام مالم يكن في الصدر الاول كل هذا التكلف لاقامة امر مكره وهو اداء النفل بالجماعة على سبيل التداعي۔
(حلی کبیر: ص: ۴۳۲، طبع لاہور)

ترجمہ۔ جان لو! نفل کی جماعت اعلان و اشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، ماسوائے تراویح نماز کسوف اور استقواء کی نماز کے۔ معلوم ہوا کہ صلاۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز) اور صلاۃ البراءة، نصف شعبان کی رات اور شب قدر یعنی ستائیس رمضان کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔

(10) حضرت حافظ الدین البرزازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر دو افراد نفل شروع کریں اور وہ فاسد ہو جائیں، پھر دونوں ان نوافل کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت جائز نہیں۔ (علیٰ ہذا القیاس) اسی کلیہ کے تحت رجب، شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں باجماعت جائز نہیں ہیں اگرچہ نذر (منت) ہی کیوں نہ مانی ہو۔ سوائے اس کے، کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے باجماعت اتنی رکعتیں پڑھوں گا، یہ اس لیے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لیے اتنا اہتمام و التزام کیا جائے جو ابتدائے اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کے لیے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان و اشتہار کے ساتھ باجماعت ادا کرنا۔

امام حلی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلو ترك امثال هذه الصلوات تارك ليعلم الناس انه ليس من الشعائر لحسن. انتهي۔
ترجمہ۔ اگر کوئی (ذمہ دار) شخص ایسی نفل نمازوں کو بطور تعلیم ترک کرے تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔ (حلی کبیر: ۴۳۳)

(11) فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ”فتاویٰ عالمگیری“ میں لکھا ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعى يكره
نوافل کی جماعت اگر دعوت و اعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج: ۱، ص: ۸۳، طبع مصر ۱۳۱۰ھ)

(12) فقیہ جلیل علامہ السید احمد الطحاوی الحنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والجماعة في النفل في غير التراويح مكرهة، فلا احتياط تركها
في الوتر خارج رمضان۔

ترجمہ تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے، رمضان کے علاوہ ترکی جماعت بھی احتیاطاً
نہیں کرنی چاہیے۔ (حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۲۱۱، طبع کراچی)

(13) حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی
اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر اپنے ایک خلیفہ شیخ سید انبیاء سارنگپوری (فارسی نسخہ مکتوبات) (امرتسر
ایڈیشن) مطبوعہ ۱۹۴۴ء اور دیگر فارسی و اردو نسخہ جات میں یہ نام ایسے ہی لکھا ہے جو درست نہیں۔ بعض
اردو تراجم میں اسے سید امین مانکپوری لکھا گیا ہے جو بلا تحقیق قابل قبول قرار نہیں دیا جاسکتا۔
مجدد دی) کے نام مفصل اور جامع مکتوب شریف صادر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

بسید انبیاء سارنگپوری صدور یافتہ در مع ازادائے صلوة نوافل بجماعت مانند نماز عاشوراء و
شب قدر و شب برأت وغیرہا و مایاناسب ذالک۔

باید دانست کہ اکثر مردم از خواص و عوام درین زمان در ادائے نوافل اہتمام تمام دارند و در
مکتوبات مساهلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات را در انہا کمتر میکنند۔ نوافل را عریضی دارند و فرائض
را ذلیل و خوار۔ کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند۔ و در تکثیر جماعت مسنونہ بلکہ در نفس جماعت
تقیدے ندارند و بہ تکاسل و تساہل اداء نفس فرائض را غنیمت می شمارند۔ و روز عاشوراء و شب برأت و
شب بست و ہفتم ماہ رجب و اول شب جمعہ از ماہ مذکور کہ آن را ایلة الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام را
مرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میگذارند و آنرا نیک و مستحسن مے پندارند و نمیدانند کہ این از
تسويلات شیطان است کہ سینات را بصورت حسنات مینماید۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی در حاشیہ شرح وقایہ میفرماید کہ تطوع بہ جماعت و ترک
فرض بجماعت از حبال شیطان است بدانکہ نوافل را بجمعیت تمام گزاردن از بدعتہائے مذمومہ و مکروہہ
است۔ ازاں بدعتہا است کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا و من

التسليمات اكملها در شان آن فرموده است مَنْ أَخَذَتْ فِي دِينِنَا هَذَا فَهُوَ رَدٌّ۔ (بخاری)
(مکمل فارسی مکتوب کیلئے دیکھیں: مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب: ۲۸۸)۔

ترجمہ مکتوب شریف

نماز نوافل جیسے نماز عاشورا، شب قدر اور شب برات وغیرہ باجماعت ادا کرنے سے روکنے اور منع کرنے کے بیان میں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں اس رب العالمین کے لیے جس نے ہمیں سید المرسلین کی متابعت سے مشرف فرمایا اور جس نے ہم کو دین میں بدعات سے بچایا اور صلوة و سلام نازل ہوا اس ہستی پر جس نے ضلالت و گمراہی کی بنیادوں کا قلع و قمع فرمایا اور ہدایت کے جھنڈوں کو بلند فرمایا اور آپ کی نیکو کار آل اور پسندیدہ اصحاب پر بھی رحمت و سلامتی کا نزول ہو۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانہ کے اکثر عوام و خواص ادائے نوافل کا اہتمام بڑا ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سستی کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض میں سنن و مستحبات کی بہت کم رعایت کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل و خوار۔ بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقات مستحبہ میں ادا کریں۔ مسنون جماعت کے بڑھانے بلکہ نفس جماعت میں کچھ اہتمام نہیں کرتے اور سستی اور تساہل کے ساتھ فرائض کے ادا کرنے کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور عاشورا کے روزے ماہ رجب کی ستائیسویں رات ماہ مذکورہ کی اول شب جمعہ میں جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے، کمال اہتمام کی رعایت کرتے اور کثیر جماعت کے ساتھ نوافل کو باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ شیطانی آرائشوں میں سے ہے جو برائیوں کو حنات کی شکل میں دکھاتا ہے۔

(الف) شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ: نوافل جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت ترک کرنا ابلیس لعین کے پھیلانے ہوئے جالوں میں سے ہے۔

(ب) جاننا چاہیے کہ نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعات مذمومہ و مکروہہ میں سے ہے۔ ایسی بدعتوں کے متعلق حضرت رسالت خاتمت علیہ من الصلوٰات افضلہا و من

التسليمات اكملها نے فرمایا: مَنْ أَخَذَتْ فِي دِينِنَا هَذَا فَهُوَ رَدٌّ۔

جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ بات مردود ہے۔

(ج) جاننا چاہیے کہ نوافل باجماعت ادا کرنا بعض فقہی روایات میں مطلقاً مکروہ ہے اور بعض دوسری فقہی روایات میں یہ کراہت تداعی اور اجتماع کے ساتھ مشروط کی گئی ہے۔ پس اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے کونہ میں نوافل باجماعت ادا کریں تو یہ بلا کراہت جائز ہے اور اگر نفلوں کی جماعت میں تین افراد جمع ہو جائیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار افراد شریک ہو جائیں تو بعض روایات کے مطابق باتفاق فقہاء کرام مکروہ ہے اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ چار افراد کامل کر نوافل باجماعت ادا کرنا زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(د) فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

کرہ التطوع بالجماعة بخلاف التراویح وصلوة الكسوف۔

نفل نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز کے (کہ اسے باجماعت ادا کرنا مکروہ نہیں)۔

(ه) فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام سرحدی رحمۃ اللہ سبحانہ علیہ فرماتے ہیں:

التطوع بجماعة خارج رمضان انما يكره اذا كان على سبيل التداعي اما اذا اقتدى واحد او اثنان لا يكره۔ وفي الثلاث اختلاف وفي الاربع يكره بلا خلاف۔

ترجمہ: غیر رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، جب تداعی کے طور پر ہو۔ لیکن اگر ایک مقتدی یا دو ہوں تو مکروہ نہیں۔ اور تین میں اختلاف ہے اور چار مقتدیوں کی صورت میں بلا اختلاف مکروہ ہے۔ (و) فقہ کی مشہور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعي يكره اما اذا صلوا بجماعة

بغير اذان واقامة في ناحية المسجد لا يكره۔

ترجمہ: نفلوں کی جماعت جبکہ تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر بغیر اذان و اقامت مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔

(ز) شمس الانہ الخلو انی فرماتے ہیں:

اذا كان سوا الامام ثلاثة لا يكره بالاتفاق وفي الاربع اختلاف والاصح انه مكروه۔

ترجمہ: جب امام کے سوا تین افراد ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں، اور چار میں فقہاء کا اختلاف ہے اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے۔

(ح) فتاویٰ شافیہ میں ہے:

ولا یصلی التطوع بالجماعة الا فی شهر رمضان وذلک انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی یعنی باذان واقامة امالواقندی واحدواثنان لعلی سبیل التداعی فلا یکره واذا اقتدی ثلاثة اختلف المشایخ رحمهم الله تعالی وان اقتدی اربعة کبره اتفاقاً

ترجمہ کوئی شخص بھی نوافل جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے اور نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے جبکہ اذان اور اقامت کے ساتھ ان کی جماعت کرائی جائے اور اگر ایک آدمی یا دو آدمی اذان اور اقامت کے بغیر اقتد کریں تو مکروہ نہیں اور جب تین مقتدی ہوں تو اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اور اگر مقتدی چار ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پُر ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعدد کا ذکر نہ ہو اور مطلقاً جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہیے اور جواز کو دو یا تین افراد میں ہی منحصر جانا چاہیے۔ اس لیے کہ علمائے حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مقید پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے۔ اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت میں یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا، اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایات کثرت کے باوجود مختار اور مفتی بہا ہیں بخلاف اباحت کی روایات کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانب کراہت کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ اسی میں احتیاط کی رعایت ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں کے ہاں یہ امر طے شدہ ہے۔

پس وہ لوگ جو عاشورہ کے دن اور شب برأت اور ستائیسویں رجب کی رات میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، کم و بیش دو دو سو اور تین تین سو افراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز اور اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں، باتفاق فقہا مکروہ امر کے مرتکب ہوتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا بُرے گناہوں میں سے ہے، کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا گمان کرنا اس سے صرف ایک مرتبہ کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدم تداعی ہے۔ ہاں بعض روایات کے مطابق عدم تداعی

کراہت کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن وہ بھی ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو، اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں۔

علاوہ ازیں تداعی کا معنی یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کے لیے ایک دوسرے کو بلانا اور آگاہ کرنا اور یہ معنی اس طرح کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بتاتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہیے اور نفل نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے۔ ان لوگوں نے اس فعل کو عادت بنا رکھا ہے۔ اس طرح بتاتے پھرتا اذان اور اقامت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے۔ اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض روایت میں واقع ہوا ہے اور ہقیقۃً اذان اور اقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے جو اوپر گزرا۔ کہ ایسی نماز مذکورہ شرط کے ساتھ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہیے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے۔ کیونکہ نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفا اور پوشیدگی کے منافی ہے۔ اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہیں کیونکہ فرائض ریا اور نمائش کے شبہ سے مبرا ہے۔ پس انہیں باجماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا مقام ہے۔ اسی لیے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تاکہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن رہے۔ اور ان مکروہ جماعتوں میں اس فتنے کو بیدار کرنے کا قوی امکان واحتمال ہے۔ لہذا اس طرح کا اجتماع شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے:

الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَّعَنَ اللَّهُ مَنْ أَيْقَظَهَا

ترجمہ فتنہ سو یا ہوتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔

پس اسلام کے والیوں اور ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں لوگوں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تاکہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔ (ترجمہ مکتوب مکمل ہوا)

(14) خاتم المفسرین حضرت قاضی ثناء اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ جماعت در نفل مکروہ است۔۔۔۔۔ وسوائے رمضان وتر: جماعت مکروہ است۔

ترجمہ نماز نفل کی جماعت مکروہ ہے۔۔۔۔۔ رمضان کے علاوہ وتر بھی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (ملا بدوئۃ، ص: ۶۹، طبع ملتان)

(15) علامہ بحر العلوم انصاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

والاصل فی النوافل ان لا یصلی بجماعة

ترجمہ نوافل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انہیں باجماعت ادا نہ کیا جائے۔

(رسائل الارکان: ص: ۱۴۲، طبع کوئٹہ)

(16) مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔ قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی قضائیں بھی اتر جاتی ہیں، محض باطل و بدعت سیہ و شنیعہ ہے۔ کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد: سوم، ص: ۲۸۰)

(۱) علامہ محمد مراد کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۱۸)

شبینہ کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

شبینہ مذکورہ سوال کہ ان عوارض سے خالی تھا اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ ”جماعت نفل میں تداعی نہ ہوئی ہو کہ مکروہ ہے“۔ (جلد سوم، ص: ۵۰۷)

(17) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان خاص راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنی چاہیے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص: ۱۶)

قرآنی آیات، احادیث نبوی اور ارشادات فقہاء کی روشنی میں ثابت اور واضح ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی نمازیں انفرادی طور پر الگ الگ ادا کی جانی چاہئیں اور نوافل کا گھروں میں ادا کرنا زیادہ فضیلت اور ثواب کا باعث ہے۔ نوافل گھر میں پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل کریں اور مسجد نبوی شریف کی نماز سے زیادہ ثواب حاصل کریں۔ و ماعلینا الا البلاغ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْغُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال پر باد نہ کرو۔

مآخذ و مراجع

- ۱- قرآن مجید
- ۲- صحیح بخاری امام محمد بن اسماعیل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۳- صحیح مسلم امام مسلم بن حجاج
- ۴- مشکوٰۃ المصابیح خطیب تبریزی، ولی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۵- الجامع الترمذی محمد بن عیسیٰ، ایچ، ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی
- ۶- سنن ابن ماجہ دار الفکر بیروت، لبنان
- ۷- احسنہ للمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان
- ۸- فتاویٰ رضویہ (جلد چہارم قدیم) مطبوعہ سنی دارالاشاعت، فیصل آباد، پاکستان
- ۹- عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، ارشد برادرز، نئی دہلی، انڈیا
- ۱۰- کتاب الاصل، امام محمد بن حسن، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ہند
- ۱۱- المبسوط سرخسی، امام شمس الائمہ سرخسی، مطبوعہ مصر
- ۱۲- خلاصۃ الفتاویٰ امام طاہر بخاری، مطبع جید کانسٹی روڈ، کوئٹہ
- ۱۳- بدائع الصنائع (مترجم) مطبوعہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور
- ۱۴- شرح کنز الدقائق، زیلعی مطبوعہ مصر
- ۱۵- مجمع الانہر شرح ملتقی الابحار مطبوعہ مصر
- ۱۶- الاشباہ والنظائر امام ابن حنبل مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی
- ۱۷- نور الایضاح (مترجم) مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور
- ۱۸- تخصیص المستمل (حلی کبیر) مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور
- ۱۹- فتاویٰ عالمگیری، مصر مطبوعہ ۱۳۱۰ھ
- ۲۰- حاشیہ الطحاوی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۲۱- مکتوبات امام ربانی (فارسی) مطبوعہ نور کمپنی، انارکلی، لاہور
- ۲۲- مکتوبات امام ربانی (اردو مترجم) مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
- ۲۳- رسائل الارکان علامہ بحر العلوم، مطبوعہ کوئٹہ
- ۲۴- مالایہ منہ، قاضی ثناء اللہ پانی پت، مکتبہ صدیقیہ ملتان مطبوعہ ۱۳۸۲ھ
- ۲۵- فتاویٰ رضویہ (جلد سوم) طبع فیصل آباد، پاکستان
- ۲۶- بہار شریعت، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور
- ۲۷- مسند فردوس دہلوی، مطبوعہ مکتبہ معظمہ، سعودی عرب
- ۲۸- کنز العمال، حیدرآباد دکن، ہند